گالی اور اس کے اثرات

مفتی ذاکر حسن نعمانی

حدیث میں آتا ہے...... ''سباب المسلم فسوق'' مسلمان کو گالی دینا فسق اور گناہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آتا ہے...... ''لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا ولا متفحشا'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم فطری طور بدگو تھے نہ بہ تکلف بدگو تھے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوش گو اور خوش کلام تھے۔ گالی گلوچ معاشرہ کے لئے ایک بڑی خطرناک برائی ہے، بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ معمولی معمولی، ناگوار کاموں کی وجہ سے گالی گلوچ پر اتر آتے ہیں، گالی دینا ان کی بری عادت ہوتی ہے اور اسی عادت میں اتنی دور تک چلے جاتے ہیں کہ بعض اوقات انتہائی فحش گالیاں ان کی زبان سے اور منہ سے نکلتی ہیں، لیکن ان کو احساس تک نہیں ہوتا۔ اپنی انا کی تسکین کے ساتھ اپنے خیال میں دوسرے لوگوں کی مرمت اور علاج بھی اس گالی میں سمجھتے ہیں۔ اگر گالی دینے والے کو جواب نہ ملے تو گالی دینے والا اس کو اپنی برتری سمجھتا ہے اور اس کے نفس اور انا کو سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگ دوسروں کو گالیاں ان کو تکلیف اور ایذاء پہنچانے کے لئے دیتے ہیں۔ بعض لوگ دوسروں کو ایذاء کی خاطر گالیاں تو نہیں دیتے لیکن ان کی عادت کچھ ایسی بن گئی ہوتی ہے کہ گویا گالی ان کی غذا ہے، بات بات میں اور عام گپ شپ میں ہر ایک کو گالی دے کر پکارتے ہیں، یہ بھی بری عادت ہے، کیونکہ اسلامی تعلیمات کا تعلق تو خوش اخلاقی کے ساتھ ہے۔ خوش اخلاقی کے کام تو بہت ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ انسان بااخلاق اور خوش اخلاق ہے، لیکن خوش اخلاقی کا سب سے بڑا تعلق منہ، زبان اور گفتگو کے ساتھ ہے۔ انسان اپنی زبان کھولتا ہے تو فوراً دوسروں کو پتہ چل جاتا ہے کہ خوش اخلاق ہے یا نہیں، بعض لوگوں کے بارے میں پتہ نہیں چلتا کہ منہ پھٹ ہے یا نہیں، جب کبھی کوئی موقع بن جائے تو اس وقت پتہ چلتا ہے مثلاً کسی بات پر غصہ آیا تو پھر گفتگو سے پتہ چلتا ہے، انسان کو چاہئے کہ منہ اور زبان کو کنٹرول میں رکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ہر حالت میں حق اور سچ بات نکلتی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ورثا اور خواص کو بھی اپنی زبان کنٹرول

میں رکھنی چاہئے، کبھی انسان مغلوب الحال ہوجاتا ہے، لیکن عقل اور ہوش باقی ہوتا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ جب کبھی کوئی اپنے سے کم تر پر غصہ کی حالت میں اسے برا بھلا کہتا ہے، اگر اسی حالت میں غصہ کرنے والے کے سامنے اس سے کوئی بڑا علم وفضل والا یا عہدے والا آجائے تو فوراً اس کا غصہ کافور ہوجاتا ہے، معلوم ہوا کہ عقل ہوشیار رہے، تمام آفات کا تعلق زبان کے ساتھ ہے، بڑے بڑے جرائم کی ابتداء زبانی تکرار اور معمولی گالی گلوچ سے ہوتی ہے۔

گالی کی حقیقت:......گالی کیا ہے، غصہ کی حالت میں یا بغیر غصہ کے کسی کو کوئی ایسی نامناسب بات کہہ دینا، جس کو تقریباً سب لوگ پسند نہیں کرتے، مثلاً کسی کو براہ راست برے قول یا فعل کی طرف منسوب کرنا یا کسی کے متعلقین میں سے کسی کے بارے میں غلط بات کہہ دینا، مثلاً کسی کے ماں باپ یا بیوی کو برا بھلا کہنا، عام طور پر حیوانات کے نام کے ساتھ گالیاں ایجاد ہوئی ہیں، مثلاً کتا، گدھا، بیل اور گیدڑ وغیرہ، اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض انسانوں کے اندر کی صفات مسخ ہوجاتی ہیں، صحیح انسانی صفات اور اخلاق کے بجائے ان میں حیوانی صفات پرورش پالیتی ہیں، یعنی اس کے اندر درندگی اور زہریلا پن پیدا ہوجاتا ہے، پھر معاشرے میں جو کردار ادا کرتا ہے، اس میں درندگی اور زہریلا پن ہوتا ہے، بہ ظاہر انسان ہوتا ہے اندر سے سانپ، بچھو، یا کوئی درندہ ہوتا ہے، اگر اندر سے اس بگڑے ہوئے انسان کو برا بھلا کہا جائے تو یہ بھی برداشت نہیں کرتا، حیوانات میں ہر نوع کی فطری اور نوعی اوصاف اور صفات ہوتی ہیں، کسی حیوان کی نوعی صفات میں سے کسی انسان کے لئے کوئی صفت ثابت کرنا یا اس کے ساتھ پکارنا گالی بن جاتا ہے۔

گالی دینے والے کی حیثیت مجروح ہونا:......گالی دینے والا تو اپنے تئیں اپنی برتری ثابت کرتا ہے، اپنی انا کو تسکین دیتا ہے، بہت سے لوگ اس زعم میں مبتلا ہوتے ہیں کہ میں بڑا زور آور ہوں، کسی کو گالی دے دوں تو اس کی کیا مجال کہ جواب دے، لوگ اس سے دب یا ڈر جاتے ہیں، پھر اس کے سامنے کوئی بولتا نہیں، گالی دینے والے کو سوچنا چاہئے کہ گالی کے اثرات کیا ہیں، کبھی تو جس کو گالی دی جاتی ہے وہ طیش میں آکر کسی قسم کی جوابی کارروائی کرسکتا ہے یا پھر کسی موقع کی تلاش میں رہتا ہے، گالی دینے والا اپنے ہاتھوں اپنے دشمن بڑھاتا رہتا ہے، خود کو معاشرہ میں بداخلاقی کے نام سے متعارف کروادیتا ہے، لوگوں کی نظر میں اس کی حیثیت گر جاتی ہے، خاص کر بڑے بڑے عہدے والوں اور صاحب حیثیت لوگوں کو بہت محتاط رہنا چاہئے، مثلاً استاذ، والدین، مرشد اور علمائے کرام وغیرہ ہرگز کسی کو گالی نہ دیں، نہ سامنے اور نہ پیٹھ پیچھے، بعض لوگ کسی کو سامنے گالی نہیں دے سکتے، جن کو گالی دینا ہو وہ چلا جائے یا خود دور جاکر گالیاں بکنا شروع کردیتے ہیں، یہ بھی گناہ ہے، ضروری نہیں کہ جس کو گالی دے رہا ہے، وہ سن بھی رہا ہو اور لوگ تو سن رہے ہیں کہ فلاں کو گالیاں دے رہا ہے، بعض اوقات سننے والے اس بندے کو اطلاع کردیتے ہیں، جس کو گالیاں دی تھیں، اس کو جب پتہ چلتا ہے تو انتقامی کارروائی پر اتر آتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ گالی کسی بھی حالت میں نہیں دینی چاہئے، کیونکہ اس کے اثرات کسی بھی وقت ظاہر ہوسکتے ہیں، اگر

کسی وجہ سے اثرات ظاہر نہ ہونے پائیں تو گناہ والی حیثیت تو کبھی بھی ختم نہیں ہوتی، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ مسلمان کو گالی دینا فسق یعنی گناہ ہے۔

بڑے لوگوں کی حیثیت تو بہت جلد مجروح ہو جاتی ہے، بڑے لوگوں کا معاشرے میں ایک نام ہوتا ہے، لوگوں کے دلوں میں قدر و منزلت ہوتی ہے، لیکن گالی دیتے ہی ان کی حیثیت دھڑام سے نیچے آگرتی ہے، لوگوں کی نظروں میں گر جاتا ہے، اگر گالی دینے والا صرف یہ سوچے کہ میری گالیوں سے خود میری حیثیت مجروح ہوتی ہے، لوگوں کی نظروں میں گر رہا ہوں تو شاید اس کے علاج کے لئے یہی کافی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فاصبر ان وعدالله حق ولا يستخفنك الذين لا يوقنون﴾

ترجمہ: سو آپ صبر کیجئے، بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور بد یقین لوگ آپ کو بے برداشت نہ کرنے پائیں۔

يستخفنك خفت سے ہے، خفیف کا معنی ہلکا اور سبک ہونا، جو آدمی طیش میں آجائے، اس کو بھی خفیف کہتے ہیں اور جس میں وقار ہو، اس کو ثقیل کہتے ہیں۔

علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ولا يحملنك على الخفة والقلق جزعا بما يقولون ويفعلون" یعنی یہ بد یقین لوگ اپنے قول اور فعل کے ساتھ آپ کو خفت اور قلق کی طرف نہ لے جائیں۔

میں اس آیت کے بارے میں سوچتا ہوں تو ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ کفار اور اغیار یعنی بد یقین لوگ اپنے قولی اور فعلی ایذاء کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو طیش میں لانے کی کوشش کرتے تھے، تاکہ طیش میں آکر آپ ان کو زبان سے کچھ نہ کچھ نامناسب جملہ کہیں جس سے آپ کی عالی شان مجروح ہو جائے، کفار کی کوشش یہی تھی کہ آپ کی بلند و بالا شان کسی نہ کسی طرح مجروح ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے پہلے سے آپ کی عالی شان کے دفاع کے لئے آپ کو مطلع کر دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ طیش میں آکر بے برداشت ہو جائیں اور کوئی نامناسب بات یا جملہ آپ کی زبان پر آجائے تو اس کی وجہ سے آپ کی شان گویا باوجود ثقیل اور باوقار ہونے کے خفیف اور سبک ہو جائے گی، حالانکہ آپ رفیع الشان ہیں، خفیف اور ہلکی باتوں سے ثقیل اور باوقار آدمی خفیف اور سبک ہو جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح مبلغین اور مصلحین کو بھی اس بات کا بہت اہتمام کرنا چاہیئے کہ کہیں زبان پر نامناسب جملے یا گالی وغیرہ نہ آئے، ورنہ شان گھٹ جائے گی، خاص کر علمائے کرام کو بہت احتیاط کرنی چاہیئے، کیونکہ اب انبیائے کرام اور رسول نہیں آئیں گے، یہی علماء ان کے نائب، قائم مقام اور لوگوں کے رہنما ہیں، اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھیں، کفار اور اغیار ان کو غصہ میں لانے کی کوشش کریں گے تو ان کو اپنی زبان اور قلم شائستہ رکھنا ہوگا، کسی کو گالی نہ دیں، برا بھلا نہ کہیں، نہ زبان سے اور نہ قلم سے، کیونکہ بڑے اور باوقار لوگوں کو ایسی باتیں زیب نہیں دیتیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح ان کا وقار گھٹ جاتا ہے،

حالانکہ ان کو وقار میں رہنا چاہئے۔

کچھ لوگ بعض مخصوص افراد کو چھیڑنے اور چڑانے کے لئے کوئی لفظ استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ آدمی فوراً غلیظ غلیظ گالیاں بکنا شروع کر دیتا ہے، ہم نے کئی ایسے افراد کو دیکھا ہے، اس کا گناہ ایک طرف اگر گالیاں بکنے والے کو ملتا ہے تو دوسری طرف ان کو بھی بڑا گناہ ملتا ہے جو اس کو اس گناہ پر ابھارتے ہیں، جب کسی کو چڑا کر اس کو گالیاں بکنے کا موقع دیتے ہیں تو سننے والے اس کی غلیظ گالیوں سے محفوظ ہوتے ہیں، یہ کوئی اچھا کام نہیں۔ اکوڑہ خٹک بازار میں ایک لنگڑا تھا، اس کو ایک مخصوص لفظ کے ساتھ لوگ چھیڑتے ہیں، پھر وہ جو غلیظ اور فحش گالیاں نکالتا تھا، ایسی گالیاں میں نے زندگی بھر نہیں سنیں، اس میں کوئی مبالغہ نہیں، یوں لگتا تھا کہ اس کا ذہنی توازن مکمل درست نہ تھا، لیکن مکمل پاگل بھی نہیں تھا۔

ہمارے ایک رشتہ دار تھے، بچپن کے زمانے میں، میں نے ان کو بڑھاپے کے زمانے میں دیکھا ہے، بڑے سادہ آدمی تھے، نمازی اور دین دار تھے، ان کو کبھی بچے چھیڑتے وہ زبان سے ایک جملہ کہتے: "شیطان کی دم" یہ بھی نہ کہتے کہ تو شیطان کی دم ہے، بس ویسے ہی کہہ دیتے، شیطان کی دم، آج میں سوچتا ہوں تو ان کی سادہ اداؤں اور اس جملہ پر بڑا رشک آتا ہے کہ کتنا عجیب جملہ ہے، گالی تو اس لئے نہیں کہ یہ جملہ کسی کی طرف منسوب کر کے نہیں کہتے کہ تو مثلاً شیطان کی دم ہے، ویسے ہی مرکب لفظ دہرا دیتے اور وہ بھی بار بار نہیں بلکہ صرف ایک بار کہہ دیتے۔

گھروں میں گالی گلوچ:...... بے شمار گھروں میں گالی گلوچ کا عام استعمال ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ گھر کا سربراہ تو کسی سے ڈرتا نہیں، نہ خوف، نہ ملامت ہے، اس لئے بڑے دھڑلے سے ماتحتوں کو گالیاں دیتا ہے، عموماً بچوں کو معمولی معمولی غلطیوں پر گالیاں دینے سے گھر کے ماحول پر بُرے بڑے اثرات پڑتے ہیں، گھر کے بچے ایسی گالیاں سیکھ کر آپس میں معمولی معمولی باتوں اور رنجشوں پر ان کو دہراتے ہیں، تجربہ ہو چکا ہے جو گالی گھر کا سربراہ تکیہ کلام کے طور پر استعمال کرتا ہے، اس کے زیر تربیت افراد بھی وہی گالی دیتے ہیں، پھر وہی بچے یہ گالی باہر دوسرے بچوں کو معمولی معمولی خفگیوں پر دیتے ہیں، اس طرح گالیاں گھر سے نکل کر باہر معاشرہ میں پھیل جاتی ہیں، باہر سے پھر اور بچے ان گالیوں کو ان گھروں کی طرف منتقل کر دیتے ہیں، جن میں گالیوں کا رواج نہیں ہوتا، بہت سے والدین کو شکایت ہوتی ہے کہ ہمارے گھروں میں یہ گالیاں کہاں سے آگئیں، ان بچوں نے یہ گالیاں کہاں سے سیکھیں، یہ نہیں سوچتے کہ ان گالیوں کی ابتدا خود ہم نے کی۔

گالیوں سے دفاع:...... گالیاں دینے والا یہ سوچے کہ اگر گالی دینے سے ایک طرف اس کی انا کی تسکین ہے تو دوسری طرف خود اس کی حیثیت بھی گر جاتی ہے، لوگوں کی نظروں سے گر کر انتہائی حقیر بن جاتا ہے، لہٰذا گالیاں دینا خود اپنے آپ کو ذلیل کرنا ہے، اس طرح یہ بھی سوچیں کہ گالیاں دینے والے کی معاشرہ میں عزت نہیں ہوتی، بلکہ بدنام ہو جاتا ہے، حالانکہ کوئی بھی نہیں چاہتا کہ اس کی عزت معاشرہ میں گر جائے، ہمت سے کام لے کر خود کو زبردستی گالیوں سے روکنا ہوگا، عموماً نیک لوگ گالیاں نہیں دیتے، اس لئے کہ ان کی زبان ہر وقت نیک باتوں اور ذکر و تلاوت میں مشغول ہوتی

ہے، ایسی پاک زبان کو پلید نہیں کرتے، گالیوں سے بچاؤ کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ذکر کرے اور ہر موقع کی مسنون دعا پڑھے اور خود فیصلہ کرے کہ آئندہ کسی کو گالی دی تو اتنی رقم صدقہ کروں گا، اس کے ساتھ نفس کی اصلاح ہوتی ہے اور جس گناہ میں مبتلا ہے اس سے چھٹکارا بھی ملے گا۔

گالی کا علاج:......غصہ کے وقت ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' پڑھے، غصہ ختم ہو جائے گا۔ جن کی عادت گالیاں دینے کی ہو، ان کو چاہئے کہ استغفار زیادہ پڑھے، حصن حصین میں ہے:

''شكوت الى رسول الله ذرب لساني ،فقال :أين أنت من الاستغفار؟ اني لأستغفر في كل يوم مائة مرة''

یعنی ''ایک صاحب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بدکلامی کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ سے استغفار کہاں کھو گیا، میں روزانہ سو مرتبہ استغفار پڑھتا ہوں''۔

معلوم ہوا کہ بدگو، فحش گو اور بدکلام کا علاج روزانہ سو مرتبہ استغفار پڑھنا ہے۔

اللہ تعالیٰ، گالی گلوچ سے سب مسلمانوں کی حفاظت فرمائے اور اپنی زبانوں کو ذکر اللہ کی لذت سے روشناس کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

مولانا ابوبکر غازی پوری رحمہ اللہ کا سانحۂ ارتحال

۱۶/ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ بروز جمعرات، ممتاز عالم دین اور قلم کار مولانا ابوبکر غازی پوری نئی دھلی ہندوستان میں اچانک حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کی عمر 65 سال تھی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم و تحقیق، خصوصاً دورِ حاضر کی لامذہبیت کے خلاف کام کرنے کا خاص ذوق عطا فرمایا تھا۔ آپ کا نام سنتے ہی لامذہبیوں کو دانتوں تلے پسینہ آجاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تصنیف و تالیف کا بھی خصوصی ذوق عطا فرمایا تھا۔ آپ کے قلم سے اردو عربی میں مختلف موضوعات پر دو درجن سے زائد کتب منصۂ شہود پر آئیں اور علمی حلقوں سے خراجِ تحسین وصول کیا۔

آپ کی وفات علمی حلقوں کے لیے ایک بہت بڑا سانحہ ہے، ادارہ وفاق لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے، اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین